



ترا نہ دلچسپ

مرتب

محمد صادق

۱۹۲۵ء

پیشکش کنندہ
فیضہ بی بی
طریق عتیق
نہ پوریا

ترا نہ دلچسپ

اسمین اون شعرا سے نامی کی غزلیات کا مجموعہ ہے کہ جو سرمایہ ناز و

فخر روزگار ہیں معہ کلام طراقت

حسب فرمائش پید ناظم علی تاج کتب خانہ و باہتمام محمد صادق پیر و پرائیڈر کے

نہ اول صدوق پریس کتب خانہ اجماع کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غزل حضرت میر مرثوم



دل رقبہ جمال ہوا دلس دو جلال کا
 اور اک کو ہر ذات مقدس میں دخل کیا
 برست کر غار فون کو نہیں راہ معرفت
 جو قسمت زمین و فلک سے عرض بنود
 مرتکا ہی خیال رہے میرا اگر تجھے پیار
 ہے حرف خامہ دل زدہ حق و قبول کا
 میرے چہرے کی اسکی کہ جامِ نشت میں
 سوئے گیا ہے خلقِ جان اب ہوا نہیں
 بہ مخدجی و علی و وصی کی ذات
 و ہونہ ہزار پانی سے سو بار پڑھو درد
 حاصل ہو میری دوستی اہل بیت اگر

سب سے جمیع صفات و کمالات کا
 اوپر نہیں گذر کمال و خیال کا
 حال اگرچہ ہے یان اوغون کے عاقل کا
 جلوہ و گرنہ سب میں ہے اس کے جمال کا
 ہے اشتیاق جانِ جانِ کمال کا
 یعنی خیال سر میں سے نہ
 ظاہر اثر ہے مقہ

M.A.L.

یہ ہے ہی تھا
 احمد کی رہنمائی کی
 یان حرف و معبر نہیں ہر لہو الفضول کا
 تب نام لے تو اس چستان کے بھول کا
 تو غم ہے کیا نجات کے اپنے حصول کا

URDU STACKS

غافلہ ساری فدائی میں خدا کا ہو گیا
 مصطفیٰؐ ہو سکے ہوئے وہ مصطفیٰؐ کا ہو گیا
 رقبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہو گیا
 زہر قاتل میں اثر آبِ بقا کا ہو گیا
 خوب بیڑا پار اس دردِ آتش کا ہو گیا
 قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا
 لو تپیم پاک کا تیار خدا کا ہو گیا
 حجبہ شمس لعل بدر الدجی کا ہو گیا

سکہ راجہ جب کو دین مصطفیٰؐ کا ہو گیا
 جس کا دل دیوانہ محبوب خدا کا ہو گیا
 اولِ بخت میں ختم الدنیا پایا لقب
 یا دل میں بھرنے دی وصل کی لذت محو
 شربت دیدار نے اچھی وادائی نزع میں
 دق دین مصطفیٰؐ کا بیکسی گردن میں ترا
 دھوین کا چاند دکھانے یہ کتا ہو گیا
 لون رخسار و لکی مدد میں ہو نور و نور

بخت میں پہنچے جو کھٹا ایک پر چہ بھی امیر
ن گئی دولت وہ منہ کھیا کا ہر گیا

غزل سو دا

جوش سویرے جوں کو کیا خوش آتی ہر بار
آشیانہ بامدہ ہے کس امید بیا و عندلیب
کسکو گلشن چین کا ہے و نارغ اسے باغبان
دل فرودن کو کمان خون گرم کرتا ہے جنون
شور و سرگرم لڑائیوں کا ابلتا ہے یہ دل
عارضہ گل پر نہیں بشتہ غم عرق ہے شرم کا
کسکی آنکھوں سے کوا آئی ہے مستی سیکھ کر
خوش رکھو اسے عندلیبوں اپنے گلشن میں ہیں
اب خدا حافظ ہے سودا کا مجھے آتا ہر دم

غزل آتش

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل کھٹکا
نہ پوریا بھی میر ہو اچھا سنے گونہ
کہوں جو عرش برین بھی تو کلمہ نہیں سکتا
پیری سے چمکے اپنے وہ نازنین دکھلائے
کبھی تو ہو گا جا رہے ہی بارہو میں
عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت مستی
عجب زمین ہے جو سودا پر شمر گئی گا
ساتھ کے ہاتھ سے جو کہ اس شیشہ شراب
مٹی و بان کی لگیئے عطار رہے عطر
رفک چین ہوا ہے ہر اک سرو تو نہال
پانی شکستہ دل نے برنگ شکستہ رنگ
آزاد ہیں قیود سے افتاد و تان خاک
حاکم کو تیرے پناہ زخمیان سے عشق ہے

یہی وہ راہ ہے چین ہے جا کا کھٹکا
ہمیشہ خواہ میں دیکھا کیا چھیر کھٹ کا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھیر کھٹ کا
جھاب دور ہو ٹوٹے طلسم تھو نگٹ کا
کبھی تو قہقہہ کر گیارہ مانہ کروٹ کا
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی کھٹکا
خواب کرتا ہے اسکو زبان کا چٹ کا
سبحان سہما میں بادہ کش کہ خیم آستان گرا
ادس رشک گل کے منہ سے پیتا جان گرا
کٹ کٹ کے ترے عشق میں کیا کیا جان گرا
بالائے غیب شیشہ مراب قفان گرا
ادڑ تاجچا بھر سے جو برگ قزان گرا
یوسف بھی اس کے گھوڑے میں بچا کردان گرا

یا مال جو کر گناہے یا سزے کا سزا
 فقرش زہ سلوک میں رقتا دو نکو ہو گیا
 کیا مال و عیب فقر کے آگے ہے سلطنت
 گناہ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے
 ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
 صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے پا
 اسے اہل فرصت نہ دی افسوس افسوس
 واسے قسمت نخل قاتل سے نہ برائی مراد
 جوش حیرت نے ندی فرصت کھنکھش کر کے
 نعمت مانی نے مزا کیا کیا دکھائے وقت بوج
 ترمزہ بھی بھلا دی خطرہ صیا دے
 سایہ انگین کا کل بوجان ہے روضہ یار پر
 وی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روج نے
 سر جہاں سے کیا آنکھوں پر پٹی باندھ کر
 اسے فوق وقت نالے کے رکھ لیا گیا ہاتھ
 میں تالوان ہون خاک کا پر دانے کے غبار
 خط دے کے دل میں تھا کہ زبانی بھی کچھ کے
 کھاتا ہے اس مزے سے غم عشق میرا دل
 جون نچناخہ تو نہ جلا انگلیاں طلیب
 اسے شمع ایک چور ہے باونیم صبح
 چوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب
 قاتل کبھی نہ توئے اٹھائے ہزار حیف

جو دیکھے اسکو تھام کے دل پیچ جائے ذوق

جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھ کر گریہ ہاتھ

نوٹ۔ اگر آپ کو شعراء نامی ماضی و حال کے انتخاب کلام کا شوق ہو تو ترجمان و حجب کا دورہ لے کر
 بیرو صاف و بیرون مکتوب

غزل جناب کبر الہ آبادی

کمان بہ شہادت کمان اسنے خیال ہوتا ہے
ہمارے حال یہ افسوس کہ تیرے تیرے
وہ تو رفتہ ہیں تو مجھ کو ان کے گھر سے
بہت بہت دور ہے مجھ کو خوش ہو سرت
ہمارے شرف و فخر ہے ان کے ہونے کا
ان کا دھندلے بیان نہیں کرتی
بتوں کی چاہ کی سامی نگاہ ہوتی ہے
جو دہری موت جو دنیا میں قضا کیا
پیری کا ذکر ہے گو شاعری کی بات آید

زمانہ افسوس ہے ہونے کو حال ہوتا ہے
تصور ہے مجھ کو بھی کہ خیال ہوتا ہے
وہ روندتے ہیں تو سب سے ہمال ہوتا ہے
دل ایسا ہوتا ہے ایسا خیال ہوتا ہے
جنون بھی مائل کہ کمال ہوتا ہے
فریب ہی کا مجھے اختال ہوتا ہے
خدا کے عشق کا باعث خیال ہوتا ہے
کہ جائداد کا بھی انتقال ہوتا ہے
جنون کا بھی گرا حشر ہوتا ہے

غزل جناب واسطی مرحوم

بنائیں اس خراب آباد میں کیا ہم مکان اپنا
خزان آئی تو بیل باغ میں آکر یہ گشتی ہے
کھلا تھا دار پر حضور کو جو راز سر سب سے
محیط و ہرین راحت کمان جو خانہ بربادی
نہو گئی سیر سیر سے کیا نہ کی گشت بھونکی
خفا کیوں باخیاں جو طائر رنگین ہیں ہم
زبان کو روز و صفت روز آتش رنگ کر دین
بڑی حیرت میں جو کھوپڑی ہے کس کی گردن پر
کئی کیا موتیوں کی واسطی ہم ہی تو لکھیں

زمین جو خون کی پانی عدو ہر آسمان اپنا
ہیان غمخیز بیان گل تھا میان تھا آشیان اپنا
مقرر دل کو ہم کہتے جو ہوتا زار و ان اپنا
جناب آسا جو راہ یل میں ہر دم مکان اپنا
گلستان میں ہوا آنا تو ہنگام خزان اپنا
گران کچھ شاخ گلشن پر نہیں پر آشیان اپنا
سفید آگ کے دریائیں رہا ہر و ان اپنا
نظر آتا نہیں قاتل کو جسم نانا تو ان اپنا
سلامت ہو اگر یہ دیدہ گو ہر نشان اپنا

غزل زور و شہادت انور حسین صاحب جانشین حضرت جلال

قہار کے ضبط سلیمیت ہی نے حال ہوتا ہے
جو تیرے کھانے نہ مرنے میں حال ہوتا ہے

جو چھوٹ پڑنے سے شیشہ کا حال ہوتا ہو
خود اپنے فخر کو رو اپنا سوال ہوتا ہو
یہ پردہ پردہ میں اظہار حال ہوتا ہو
جلے جو بچ کے وہی پائمال ہوتا ہے
زبان تلپتے ہی پیدا سوال ہوتا ہے
کہ جان دیے میسر وصال ہوتا ہے
عیان کبھے ہوئے تیور سے حال ہوتا ہو
وسیع اور بھی اپنا خیال ہوتا ہے
جو سانس روکنے میں دلکا حال ہوتا ہو
اجل کو دیکھ کے چہرہ بحال ہوتا ہے

بنی ہر دل پہ کچھ ایسی اٹھا کر عشق کی چوٹ
زبان کو ہوتی ہو کنت جو رکے کنت میں
ہری نگاہ کی حسرت کو کیا کوئی سمجھے
حرام ناز بھی ہو کیا اداس شناس جہان
ہو اسے شوق نے تابع کیا ہو صورتِ شمع
مگر دلیل ہو کم بہتی کی رنجِ فراق
نظر سے گو کہ ہے پنچان امید دل کا چراغ
کھل کے قید ہو جب دیکھتے ہیں جانبِ رشت
اس قدر ہر مرے ضبط آہ میں تکلیف
جتنی کہ زکیت ہو میں آرزو دیکھے وہ کیا

غزل محمد صادق صاحب حیران

پھر دل کو جو درد ظلم کا خوگر بنا ہو گے
محشر میں بھی کئی صلیب امر بنائیں گے
مرے ہونے نصیب کو کیونکر بنائیں گے
پھر غارِ رشت کو سر نشتر بنائیں گے
جم جم کے تیغ تیز ہو جو ہر بنائیں گے
دیوانہ دل کو چھ کر بھی برھکر بنائیں گے
ہم داستانِ عمر کا جو دفتر بنائیں گے

دق بجاؤ نازِ سستگر بنائیں گے
روز قیام ہو گا بھی گر خسرام ناز
کیونکر گمان تھا یہ شب وصل ہم نشین
روحیں گے تم سے وہ تھپتھپا عروج
سارے ہمارے خون کے قاتل بوقتِ قتل
لو کھل گیا درازی کیسو کا مدعا
پورا ہو گا دیکھتا حیرانِ تمام عمر

غزل شاہر

قاف سے تاقاف میرا ہی حرافات تھا
شمع محفل آستین میں آیا پروانہ تھا
سے کی بوتل تھی بغل میں بائیں میں بیانا تھا

جن دونوں اک پرری رخسار کا دیوانہ تھا
وہ بھی کیا دن تھو کہ تھے دونوں شریکِ سوزِ ساز
رند بدستِ اسطرح اٹھ لے کر روزِ حشر

چھوڑ کر تان ہون کر حق میں ورتو شب
بیرون سرگھا یا کیا ترک محبت کے لیے
لو لیکنے والا ہوں تیرا عالم ارواح کا
جلوہ محبوب اسے شاکر نہ جب آیا نظر

بن گیا بیت الحرم پہلے ہی بخشا نہ تھا
ناصح نادان بھی کیا میرے طرح دلوں نہ تھا
میں ازل میں بھی تو مجھ کو کس مشائے تھا
یہ جہان آباد آنکھوں میں مرے دیرانہ تھا

غزل منیر

کسی کا دل کبھی ہوئے سے تم اگر لینا
خالی نہ اگر نکلو وقت آرا لیشس
چہا نہ عالم فانی سے قتل ہندون سے
تمہا رو کو چپے سو جاتی سولاش عاشق کی
ترے فراق میں عاشق کو ترے کام یہ چر
تم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق
وہ خوب یاد ہے بوسے کو دیکھے دل کی شب
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال ذرا
عدم کے کو چپے میں افسوس خالی ہاتھ چلے
جو دفن کر کے چلے دوست بھگو میں نے کہا
خدا کے واسطے مجھ کو نہ ذبح کر دیا و
یقین مرگ یہ تھا اتنے میں نے شب کو کہا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے
نہ بھگو طور کی حاجت نہ عرش اعلیٰ کی
جہاں ہی لاش پر رونانہ انجی آنکھوں کو
ہوے جہان میں حیدر گناہیہ سے

ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
ہمارے خون میں تم اپنے ہاتھ بھر لینا
خدا کے سامنے سفاک تو مکر لینا
شریک ہو لو خضارہ کے پھر سنو لینا
ہزاروں کرو میں بستر پر رات بھر لینا
تو اس گھڑی بہن ہوئے سے یاد کر لینا
جیسا سے آنکھوں پر ہاتھوں کو اپنے دہر لینا
گروں نشے میں جو ساقی مری خبر لینا
نہ مکر یا در ہا تو شہ سفر لینا
کبھی کبھی تو خدا کے لئے خبر لینا
جو پھر کون دام میں لپکی تو پر کر لینا
سحر کو آ کے مسحا میری خبر لینا
لحد قریب رہے جب تو تم اتر لینا
جہان وہ مل گئے دو دو کلام کر لینا
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا
حسین حشر کے دن اسکی تم خسر لینا

غزل حضرت بلال

ترجہ میں آئے نہ وہ میں سر پہنک کر گیا
راہ کھوئی کی آنکھوں نے دم

مار ڈالا ذکر گلشن چہر کر صیا دے
 کیا کوئی دل نہ ادا باقی ہو ابھی
 آہ کھینچا چاہتا تھا ضبط نے رو کا مجھے
 دل بہر آیار و سکے لیکن نہ بزم یار میں
 بے گیا مینا نہ عرفان میں ہکو خضر شوق
 دل نے گیسو سوسو نکلتے کی نہ پائی کوئی راہ
 شمع کام آئی شب تار یک فرقہ بن نہ دان
 کس جگہ جھکو و غادی طاقت پر وازنے
 کی بہت تو نے کی اسے اضطراب و شوق
 تو ہی کھول اس راہ سرستہ کرا و مرغ جن
 پھر فوراً ہنس دے سو روئے پیرے زخم کے
 آج اگر دامن نہ تار وکتے کیوں خار وکتے
 وہ نہیں ہوں گردش گردون مجھے عاجز کر
 کاروان سے ضعفائے مجھ کو چڑایا اوجلال

آج میں کچھ نفس میں کیا چھڑک کر رہ گیا
 خاں سا کچھ تھم کر یاں میں کھٹک کر رہ گیا
 سبز سو آن میں اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا
 چشم تر سے ایک آواز آنسو ٹپک کر رہ گیا
 زباں گراہ مسجد میں بہک کر رہ گیا
 کوچہ تار یک تھا آخر بھٹک کر رہ گیا
 یہ بھی جھلکے جھلکی وہ بھی جھک کر رہ گیا
 دو قدم پر تھا دیر گلشن کہ تھک کر رہ گیا
 انکے سہنے سے دو پیشہ کچھ سرک کر رہ گیا
 کیا یہ غنچے نے صدا دی کیوں چٹک کر رہ گیا
 کیا تک اکبار اسے قاتل چھڑک کر رہ گیا
 قیس حریان دور پہنچا میں ایک کر رہ گیا
 خیر میں ہی دیکتا ہوں کون تھک کر رہ گیا
 نقش پاسے رہ گان پر سر چٹک کر رہ گیا

غزل رعنا

لب پہ وقت نزع آہون کے شرار سے رہ گئے
 صف میں کشتوں کے ہم اک سہل تنہا رہ گئے
 بالابین اس طفل کا گذر بڑے منت گھڑق
 شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ ان زلفوں غیر
 بزم خوابان اس کے جانے سے ہوا کمبو میں سیاہ
 ہو گئے باران عدم سب منزل مقصود کو
 آتش عشق اشک کے طوفان کو کب ٹھیکے ہو
 اشک حسرت آکے دریا کے کنارہ رہ گئے
 چل چکے تھے منزل ہستی سے باہر رہ گئے
 کائنات باہر نہیں پہنچو خدش وار سے رہ گئے
 چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آسے رہ گئے
 ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
 ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
 مرے مرت ایک دو باقی شرار سے رہ گئے
 دین و ایمان جان و دل رشائے صحت ہو گئے
 دیدہ گریبان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

غزل حضرت صفی

زخم پر زخم صفی عشق میں کھاتے جاؤ
آتے آتے تو آپ آئے تھے کہ ہر وقت اخیر
میرے کس کام کے یہ پیشہ دل کے کرشمے
یہ بھی سوچا جوانی میں کیا ہے انداز
والی دانتوں میں جو انگشت خانی تو کیا
پردہ چشم میں دسند لاس ہواک پر نقش
لطف کیا ایک بہن کو جو رولہ کے اوٹھے
باہر اے حسن کے اجلاس سے آئیو الو
ہاتھ میں تیغ جو مجمع ہے گندگاروں کا
تیسے یہ کہنے کہا تھا کہ جلو حلال ایسی
روئے بیٹھے ہیں ابھی اپنے مقد کو صفی

دارغ پر دارغ ابھی کیا ہے اٹھاتے جاؤ
ہر کب آو گے ذرا یہ تو تاتے جاؤ
تھے توڑا ہے تمہیں انکو بناتے جاؤ
اور نیند آتی ہے چھٹنا کے جگاتے جاؤ
قبر بکس پہ کوئی جمع جلاتے جاؤ
پھر در شکل دم نزع دکھاتے جاؤ
ہمہ سنتے جو ہیں انکو بھی رولاتے جاؤ
محرم عشق کو بھی حکم سناتے جاؤ
آج اجارہ پہ انبار لگاتے غبار
کہ نشان گہر خریان کا شامے کھاتے
جب ہی جانیں تم اگر انکو ہنسنا تے جاؤ

غزل حضرت دلغ

اے حیا اور آئی اُدھر غرور آیا
جان میں لاکھ حسین ہوں تو انکو شک نہیں
تری گلی میں رہی باز گشت مثل نفس
بنے ہو بزم میں ساقی تو یہ خیال رہے
گزار دی شب وعدہ اسی لڑتے رہے
کمان کمان دل شاق دیدے یہ کہا
پیام بر شب وعدہ وہ بگڑے بیٹھے
خدا کے بخش دیے حشر میں بہت عاشق
تری گلی میں زمین اور اس قدر بامال
وہیں سے دارغ یہ سنتا کو ملی طلعت

مرے خارہ کے ہمراہ دور دور آیا
قیامت آگئی جیوقت نام حور آیا
کہ جتنی دور گیا واپس اتنی دور آیا
کیسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا
مرے بلانے کو اب آدمی ضرور آیا
وہ چمکی برق بجلی وہ کوہ طور آیا
پنے بنائے ہوئے کام میں فتور آیا
خیال پار میں کوئی نہ ہے قصور آیا
گرمیاں نہ لگیں تباہ و ناصبور آیا
نہ انداز نہ حضرت مہربانی کے ہر نور آیا

غزل جناب عزیز لکھنوی مدظلہ

مختصر اک سطر میں حال دل دیوانہ تھا
دل میں کیوں پائی جگہ اور لب تک یا کسٹے
جب کوئی ذرہ مری خاکستری دل کا اور
تیری برکتہ نگہ نے دنیا کا عالم کیا
عقل و آرازی میں بھی ہر اک قدم پر چھپ گیا
عالم زمین بھی تھا تجھ پرستار ہی حسن
چارہ گز سوراخ کو سوراخ بچھا تھا گر
کیا بتاؤں اسکی چشم مست کا عالم غریب
لیا تک اکبار اسے قائل یہ حشر کہ کیا نہ تھا
بجیہ زخم جگر میں سب مرا افسانہ تھا
نالہ وہ نالہ کہ جو تاثیر سے بیگانہ تھا
جائے جائے انکی محفل تک ہی پروانہ تھا
یاد آیا نیکہ تو اس گھر کا صاحب خانہ تھا
ہو نہاں اک دشت تھا اور آجکا دیوانہ تھا
روح کے پیش نظر اک جلوہ مستانہ تھا
غور سے دیکھا تو اک ویرانہ سا ویرانہ تھا
کیا نہ تھا اکبار اسے قائل یہ حشر کہ کیا نہ تھا
بجیہ زخم جگر میں سب مرا افسانہ تھا

غزل حضرت فیق

مبارک ہو دل پر آرزو کا شباب آیا
کبھی شکوہ ہر قسمت کا کبھی رونا ہر الفت کا
شب خلوت بھی دل کی آرزو کو نہیں مٹا
دل پر آرزو کا اور ہی کچھ ہو گیا عالم
ہوئی گردش اگر انکی نگاہ شوخ و برقع کو
کیا دشت میں ہم نے قصہ شب بھر اوردی کا
جو آیا ہوش جھکوت ہوا ہوش الفت میں
شکوہ یوفا عبا قائل کہینہ جو ظالم
رقیق اپنے مقدر میں یونین ناکام نہ تھا
طبیعت میں شرارت آئی آنکھوں میں جھانک آیا
بجز اسکے کچھ کیا ایدل خانہ خراب آیا
کبھی آنکھو حیا آئی کبھی ان کو حجاب آیا
ہمارے سامنے جو وقت وہ مست شرب آیا
دل ناشاد نے جانا کوئی ارب انقلاب آیا
جنون بولا کہ زمانہ میں بھی ہمراہ رک آیا
شباب آیا الہی یا مرے دل پر عذاب آیا
جو آیا بھی لو کس پر یہ دل خانہ خراب آیا
ادھر جان حزن کئی اُدھر خفا کا چاب آیا

فصل غزل حضرت عاجز

کیا نہ ابرسات کی طرح اٹھا کیا سرات میں
ہاں بدنی یک جیک کسی ہو ابرسات میں
سب پہلو گرتے ہو وہ دل پر ابرسات میں
رہتی وہ ہو گیا مجھ سے تھا ابرسات میں

اگر چہ چاہو گے ہم سے خفا برسات میں
 اشکباری جس قدر کی پاس اتنی بڑھتی
 نام پر پھرتے ہیں کیا اشکباری کرتے ہو
 اشکباری سے بڑھا چکا اور بھی کچھ اور عشق
 جسکے پہلو میں نہ تم ہو اس کو پیشا جائیے
 کچھ تو ہو معلوم ہو کونٹھ چھانے کا سبب
 کہ طرح عاجز چاہے تھے ہمارا دل بچے

غزل حضرت غوث

ڈھونڈتا ہوں جسکو اسے مجھ کو تیرے دل میں ہو
 حال غیر انہی آدم کی پہلی ہی منزل میں ہو
 اسکی خواہشیں جو چکر کو اسکی حسرت میں ہو
 گونٹا ہوا ایک زکتمہ کی کراہے فتنہ گر
 تو شہرہ رہے سبکین پھر کس طرح اہل عدم
 وہ دم فوج بھی ہیں افسوس تمہیں پھر ہو
 ہر نفس لگتا زانیہ ہے بے عبرت بچے
 قریب سے ظاہر ہے جو ہر عالم سستی کی حال
 سننے والا کون ہوا غوث ہم کس سے کہیں

غزل حضرت شمس لکھنوی

یوں دم مرگ علاج دلنا شاو کیا
 روئے روتے ابھی آتی تھی ذرا بجا کہ تھی
 آج وہ تیرے گانے یہ تلے بیٹھے سنتے
 آشنا نہ بناتے تھے گفتگو میں جاتے
 سوئے اچھے ہو تو کیوں پھر رہی ہوئی ہیں زلفین
 جب دوا سے نہ چلا کام تمہیں یاد کیا
 آپ نے پھر وہی دگر دلنا شاو کیا
 میں نے کھوئے ہوئے دل تلگو بیت یاد کیا
 جارتھکون نے نہیں مورد و پیدا دیا
 کس پریشان طبیعت نے تو میں یاد کیا

یہ تہن کہتے کہ جاؤ تھیں آزاد کیا
اور بگڑی ہوئی تقدیر سے برباد کیا
یو جھنے آتے ہیں ہر روز اسیر کے مزاج
خوش کیا کم تھا مٹانے کو خیال کیسویہ

غزل حضرت رفیق

کرے نہ قطع اگر تو میری زبان صیاد
جو پر شکستہ ہیں وہ صید بجان صیاد
فلک برابر کا جھگڑا گمان ناسخ ہے
نہ ہو قفس کی شکایت نہ دام کا ہے گلہ
ذرا ہو اسے چین تو ادھر سے آنے دے
یہ کیا خبر تھی کہ ٹیلہ گلوں کی انفت میں
میں دور بخت کا حال ہم کیوں نہ کرے
میرا آئی رہائی کا حکم مل جا سکے
مجھے نظر آیا ہے جب سے جلوہ گل
خزان کا دور گیا موسم بہار آیا

تو میں سناؤں تجھے اپنی داستان صیاد
قفس کو چھوڑ کر اب جائینگے کہان صیاد
یہ ہر طرف بہت مری آہ کا دھوان صیاد
یہ سب ہیں اپنے مقدر کی خوبیاں صیاد
قفس کی کھول دے لاشد کھریاں صیاد
ستم اٹھا لیگی جھیلے کی سختیاں صیاد
جگر کے ساتھ ہی قل بھن گئی زبان صیاد
کہ دل میں لیتے ہیں ارمان چٹکیاں صیاد
مری نگاہ میں تار یک ہے جان صیاد
رفیق پھر بھی نہیں مجھ پر جان صیاد

غزل حضور نظام خلد اللہ ملکہ

تھوڑی سی اگر خاک تری را بگذر کی
اس در سے یہ کہتی ہی مری نا صیہ سائی
بجرم کو مجرم جو بناتے ہو بناؤ بے
تا حشر تھو دار نہو صبح اسی بے
ملتا تو بہت دور نشان تک نہیں پایا
صد شکر کہ ہے عشق میں ثابت قدم اپنا
مردا ہو سرخرو میں بیع سحری کا بے
گر تیرے ہی ہونے سے وہ جفا اور وفا ہم
کس نے سمجھا ہے وہ کون ہے جو شوق تیرے

مل جائے تو بجائے دوا درد جگر کی
سریان سے ہٹاؤں تو قسم آئیے سر کی
پینے تو خطا کچھ بھی نہیں کی تھی نگر کی
پینے یہ دنا حق سے سدا شام بھر کی
اک عمر تجھ سے میں تری پینے بسر کی
مر کر بھی مری لاش ترے در سے نہ سر کی
رنگست کوئی دیکھے تو مرے دیو تہ کی
عادت بھی چھوٹے کی ادھر کی نہ ادھر کی
باہر سے بھلا ترے ہی طاقت سے بے لاش کی

عثمان مجھے اعزاز دیا ہے جو خدا نے وہ ہے نہیں تقدیر میں ہر ایک بشر کے

غزل عاجزہ بد یاد میری طوائف

تمہاری یاد میری جان پر کیسی جفا لائی
مجھ ایسے خانہ بر بادوں کو کیوں اتار کر لائی
و لائی یاد خال یار کی اسے الفت کیسویہ
خوام تاز کو تیرے سجھتے ہیں یہ ہم بے خود
نہ کیونکر عاجزہ سجھے اسے گلزار سو ٹھکر
کہ صدمے حد سے باہر حسرتیں بے انتہا لائی
کہ میری خاک کو چھ تک اس کے اوصال لائی
یہ اپنے ساتھ آفت اور بھی تو اک لگائی
گئی رفتار تیری اور محشر کو بل لائی
ترے کو پہے میں تقدیر اسے بت زین لائی

غزل جناب ظریف لکھنوی

چار ہی حرفوں میں پورا شکوہ جا خانہ تھا
بچ عشا ق من جو تھا شری دیوانہ تھا
میکش خیارہ کش گویا ترا کو ایسا سا سنہ
لیجلا پیرے معان خماس میں جب بیچنے
آہوئے چشم آکے آخر کیوں نہ اسکو چھینے
خالی خولی مجمع عشا ق تھا حقہ نہ بان
وقت پیری طالبان دید کا مجمع کہاں
یار کا گھر تھا کہ شمع حسن کی معنی لالین
ماقہ لیلیٰ نے مستی میں جڑی مجنون کے لات
میکش نادار ہو نچا میکہ میں اس طرح
پھر تو وہ الو کا پٹھان تھا اسین شکسین
راں جب منہ سے ہی تیرے توج ثابت ہوا
واسے ناکامی کیوں تیرے لیے نامہ پھر گیا
سیکڑوں کو ایک ہی گردش میں گھائل کر دیا
چار پہے والا کہتے تھے اسے اکثر ظریف

اوٹھ بھی کرنا بھر میں اک مختصر افسانہ تھا
گھر کیسکا کیا تھا اچھا خاصہ پاگل خانہ تھا
بادہ پیائی کی خاطر قدرتی چپا نہ تھا
یو تلون کا ٹوکرا چلتا ہوا سرخا نہ تھا
جب خط رساں جاتاں سبترہ بیگانہ تھا
واہ اچھا انتظام محفل جاتا نہ تھا
جاسے عبرت ہو کہ کی بستی کا گھر ویرانہ تھا
پاسان کو سے جانا تھا کہ اک پردانہ تھا
یہ شتر عزمہ بجائے نعرش مستانہ تھا
پاؤں میں بوتانہ تھا پر پاتہ میں پانہ تھا
عاشق شوریدہ کا ممکن اگر ویرانہ تھا
کیوں نہ جھلکے عمر کا بھر نہ جب پانہ تھا
قبط کے باعث سر عاشق کیو نہان و اتہ تھا
جسم جاتا لیا نیٹی بھی کوئی یا بانہ تھا
جب تمہارے عاشق مفلس کہ پاس لگتا تھا

غزل معہ بندہ ہندی

سراق یار میں ہر دم لبو نہ آہ ہوا رہی
تن میں سارا چہیت گیا رشت کر کے پیر
من پہلا دیت دن کٹوھا کٹھن جو رہیں
کلے سے آگے لگاؤ میں امیدواری ہے
سردہ ہر کچھ نار ہی نشہ ہو سگرا دیس
رکت ماس تن مان نہیں کاسے پوچھو نہ
عوم کی دور ہے منزل کہ سر پہ پوچھو باری
رہیں بچھو مہا ہو گیو ملتی رہ گئی ماست
پیارے تم مت جانو نہ تم بچھو موچھو
گذرتی جان پر میری نہایت بھرا دی ہے
دامون اپنے کوٹ رہے نہ تنگ لچھے
پیت تو واسوں کیچھے جاسوں میں پیٹا ہے
چکر پہ چہار ہی پیاسے فحشت اب نہار ہی ہے
کہوت سے پہلے ملو جو آقا چا ہو پار
بکا گاسب تن کیا یو اور کیا پوچھیں ماس
یہ تیر جان قربان ہے تمہاری اختاری ہو
بو نہنا ایسی رہیں کو کہ ہو رکھو نہ ہوے

تخیلات اخگر بطرز گوشتائین تلشی داس

برہا آگن موزا دنیہ جسراوے
چہوت ہے جیسے چندر جسکور
سندروپ من ویکو لہیا نیوہ
اوکو بن نام مجھے سبب کوئی
کا ہو جن سکھی چین نہ آوے
من پانی ناہن باخت مور
نیک و بد کچھ و بھرم نہ جانیو
سکھ جن وان چہ تلشیں ہوئی

را کو سرن شرب کے بسیا بڈ ڈوبت نا ڈکے پار ٹیکسا
دین کی تا ڈیڑی بچدھار سے تہین کون جو پار اتار سے
رشت رشت تیز و نام پیارو پٹا اٹکریا بیٹنٹھ سدھارو

وا درہ - ٹھمری - ہولی وغیرہ

کوئی لاکھ کوئین کہی آپ دن سنگ پیت لگی ہوگی۔
انترہ - اپنا پر ایا بس چھانڈا۔ جگت برائی سردھری
اس سکھی۔ میرا شریہ پامند بات کہی سنو کہی :
کوئی لاکھ کوئین۔ ٹھمری کھاج

ہماری توتے چولی بگاڑ دی ساری
انترہ - کتر کتر سب ادھی کر دی۔ پٹھری درجی اناری
ہماری توتے
انترہ - ویکہ شریہ پاشور کر چکا لاکھن دیا کاری۔ ہماری توتے

ٹھمری شام کلیان ساری میری مورک گئیں چرین

انترہ ایسی موری موری تاوک بیان۔ توتے بیدر دی بیان۔
کھین شریہ پیکھا گھرا کے۔ یوچھے گی ساسن جھٹالی۔ ساری

ہولی کافی

گڑوا بھرن ناہین دے دے
ہولی کا کھلیا بنی کا بچیا گڑوا بھرن ناہین دے
انترہ - گڑوا بھرت موری میرا بھی تولٹ سلجاؤن ری۔
ایسا ہولی کا کھلیا بنی کا بچیا

الحمد للہ کہ تراجم دلچسپ باہ۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء تا اہتمام محمد صادق پرویز صاحب پریس لاہور

۱۶
مختصر فہرست کتب صادق باب انجمنی حاظہ کمال جمال کا گنج کبیر

تعبیر نامہ خواب معہ فالنامہ قیمت ۲	النامہ قرانی - یہ وہ فالنامہ ہے جسکو
حکمت افلاطون قیمت ۶	ادوی زیب النساء نے علماء وقت سے
نقش سلیمانی قیمت ۲۰	یار کرایا تھا علماء دین نے قرآن شریف
مجموعات سلیمانی ۲۰۲ تعویذات سلیمانی ۲۰۲	کے حرفوں سے فالنامہ کو مرتب کیا یا بن
بیاض سلیمانی ۲۰۲ مہر سلیمانی ۲۰۲	میر نواز علی صاحب مرحوم سے نقل کر کے
چہل چراغ سلیمانی ۲۰۲ روح سلیمانی ۲۰۲	چلا گیا علاوہ فالنامہ کے اس میں خواص
روح سلیمانی حصہ دوم ۲۰۲ حصہ سوم ۲۰۲	اس کے حسی بھی درج ہیں جو ہر اہل علم
حصہ چہارم ۲۰۲ جلیقا جادو	کے واسطے سود مند ہیں قیمت ۱
مداری کا تاش ہر حصہ ۶ عقد شریا ۲۰۲	بعد حمد ہندی معہ ترکیب نماز
تاج سلیمانی ۲۰۲ حرز سلیمانی ۱۲ نافذ غلات	یہ کتاب واسطے لڑکوں کے نہایت
اعجاز عیوی ۳ طلسم ہنگالہ کامل ۲۰۲	ضروری و کار آمد ہے قیمت ۱۰
بحر طلسم ۲۰۲ مجربات ویرانی ۲۰۲	وعا کے نور قیمت ۱۰
طلسم روہانی ۳۰۲ اعجاز محمدی ۲۰۲	وعا کے الہی حیاں قیمت ۱۰
اندروہ جال کلان ۸ اندر جال ۳۰۳	وعا کے جو شین ۱
مفتاح الجفر ۱۰ انتخاب النجوم ۴	علیات نادورہ ۲۰۲ فالنامہ قرآن شریف ۱۰
اسرار الجفر ۸ الحیدر النجوم قیمت ۴	ترجمہ تعبیر روایا ۶۰۲ انتخاب الرمل ۱۰
احکام مسدلات ۱۰۲ ویرانہ کامل ۱۰	میدان الرمل ۸ رکشاف النجوم ۱۰
معالجہ تپ لرزہ ۳۰۲ خزائن کمال ۱۰	بتواہر الحروف ۶ زبیر اعظم نجوم ۸
معین العلاج ۸ میزان الادویہ ۱۰	کنز الحسین فارسی ۴۰۲ طلسمات مناجات ۱۰
تریاق اعظم کامل ۱۰۲ زو غریب ۹	اسرار الرمل ۸ الزوار النجوم ۱۰
طب تہمانی کامل ۴۰۲ مخزن سلیمانی ۱۰	زبدۃ النجوم ۳ خلاصۃ النجوم ۴

علمہ قرائین باجوہ صادق باب انجمنی حاظہ کمال جمال کا گنج کبیر

CALL No. { ۸۹۱۵۴۳۲۰۸
... ۵۰۰۰۰۰۰۰

AUTHOR

ACC. No. ۵۰۰۰۰۰۰۰

۱۹۲۳

۸۹۱۵۴۳۲۰۸

۵۰۰۰۰۰۰۰

۱۹۲۵

تراجم دیکچر

Date	No.	Date	No.
۱۹۲۳	۵۰۰۰۰۰۰۰	۱۹۲۵	۵۰۰۰۰۰۰۰

RED ARMY FILE

